شراب کی تباہ کاریاں

از مولوی عبدالصبور صاحب بستوی متعلم دارالحدیث رحمانیہ دہلی

(۱)

کائنات کا سارا نظام اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ اس عالم کا خالق اور مدبر ایک ایسی ہستی ہے جو انسانی فطرت کے نشیب وفراز سے بخوبی واقف ہے اور اسی کے ہمہ گیر علم سے کائنات کا نظام چل رہا ہے اور سچ پوچھو تو " ادعائے ہمہ دانی " اسی کیلئے صحیح ہوسکتا ہے لیکن جب کبھی حضرت انسان پر ادعائے ہمہ دانی کا جنون سوار ہوا اور الٰہی نظریہ سے رشتہ توڑ کر اپنے آپ یا اپنے جیسے دوسرے انسانوں پر خدائی کا سودائے خام پیدا ہوا تو چونکہ ان میں وہ علم نہ تھا جو خدائی کے فرائض انجام دینے کیلئے ضروری ہے ان کی نگاہ ان تمام حقائق پر حاوی نہ تھی جن پر نظام کائنات کا مدار ہے ان میں عدل وحکمت کی وہ میزان نہ تھی جس سے انسانی فطرت کے صحیح توازن کا پتہ لگایا جاسکے اس لئے اس کا لازمی نتیجہ یہی نکلا کہ ساری دنیا فتنہ وفساد ظلم وخونریزی کی جولانگاہ بنکر رہ گئی اور جادۂ اعتدال سے منحرف ہوجانے کے بعد کجروی کے جو اثرات نکلنے چاہئیں تھے وہی نکلے۔ اخلاقِ ذمیمہ کے وہ بدترین چشمے پھوٹ پڑے جس سے اس تمام معمورۂ ارضی کو جو انسانی خدائی کا قیام گاہ بنا تھا متاثر ہونا پڑا۔ یہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں کوئی نئی بات نہیں بلکہ تاریخی تجارب کا نچوڑ ہے اسکی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔ لیکن اوپر کی سطور میں " جو مذہبی نظریہ " مذکور ہوا ہے اس " مذہبی عقیدہ " کو کسی حال میں موجودہ " روشن خیال دنیا " ماننے کیلئے تیار نہیں۔ اس لئے بہت مناسب ہوگا اگر میں آپ کو اس " روشن خیال دنیا " کی تفریح کراتے ہوئے اصل مقصود کی طرف لیچلوں۔ یہ وہ مبارک سرزمین ہے جہاں سے مغربی تہذیب کی ضیا پاش کرنیں پھوٹی ہیں ہاں یہ وہی مقام ہے جہاں سے " علوم جدیدہ " و " انکشافات حاضرہ " کی عظیم الشان نعمت دنیا کو ملی ہے ہاں بہت ہی ناشکری ہوگی اگر ہمارے روشن خیال فریب خوردہ حضرات اس خطۂ مقدس کے مرہون منت نہ ہوں کہ یہ وہ ارض پاک ہے جہاں سے " حریت فکر وضمیر " اور " مذہبی انارکی " کا لافانی اور بیش بہا ذخیرہ ہاتھ آیا جس نے عالم دقیانوسیت کے ہر ہر تار کو اس طرح بکھیر دیا کہ اب دنیا کو ہرگز یہ " خطرہ " نہیں کہ آئندہ پھر " دور جہالت " سے دوچار ہونا پڑے گا اور مستقبل قریب میں دقیانوسی نظریات کے نشوونما کا موقع آئیگا۔

یہانتک پہنچنے کے بعد خواہ مخواہ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ مغربی تہذیب سے پیدا شدہ الحاد و تہذیب کے

وہ ابتدائی اسباب کیا تھے کہ جس سے مغربی تہذیب اور مذہب کے مابین ایسی ناقابل عبور وسیع خلیج حائل ہوگئی تو میں کہونگا کہ اسی حریت فکر وضمیر اور مذہبیت کی باہمی جنگ ہی سے مغربی تہذیب وجود میں آئی۔ واقعہ یہ ہے کہ مغربی اقوام میں جب روح تحقیق پیدا ہوئی ان کی اجتہادی قوتوں میں نشوونما شروع ہوا ان میں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا کا احساس علم ہوا انھوں نے کائنات کا راز ٹٹولنا چاہا اور فطرت کے پوشیدہ خزانوں کی کنجیاں تلاش کرنے میں سرگرداں ہوئے تو اس راہ میں ان کا سب سے پہلا تصادم مسیحیت سے ہوا۔ مسیحی پادریوں کو اس تحریک سے خطرہ لاحق ہوا کہ ان نئی تحقیقات کی بناپر مذہب کی عمارت پیوند خاک نہ ہوجائے۔ مذہب کے غلط تصور کی وجہ سے انھیں یہ تحریک مذہب کے حریف ومقابل نظر آئی اور چونکہ اسوقت مذہب کا زور تھا اس لئے ان پادریوں نے اس تحریک کو مٹانے میں پوری قوت صرف کردی۔ سخت سے سخت سزاؤں سے اس تحریک کے علمبرداروں کو دبانے کی کوشش کی لیکن چونکہ یہ تحریک نتیجہ تھی ذہنی بیداری کا اسلئے اپنی آزمائشی زندگی کے اس نازک وقت میں کامیاب ثابت ہوئی۔ سامنے آنیوالے مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اور اس چھیڑ چھاڑ کے بعد اتنی سرعت کے ساتھ بڑھی کہ مذہب اس کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر پچھڑنے لگا۔ "عقلیت" اور "مذہبیت" کی یہ پہلی کشمکش تھی جس سے مذہب کے خلاف جذبات پیدا ہونے شروع ہوئے۔ اب یہ وہ زمانہ تھا جب آزادی رائے کے علمبرداروں اور مذہبی پیشواؤں میں جنگ چھڑی۔ لیکن چونکہ مذہبی پیشوا مذہب کے نام پر لڑتے تھے اسلئے بہت جلدی اس باہمی کشمکش نے آزاد خیالی اور مسیحیت کے مابین جنگ کی صورت اختیار کرلی یونہی کچھ دنوں تک جنگ جاری رہی لیکن ایک دور ایسا بھی آیا کہ نفس مذہب خواہ کوئی بھی مذہب ہو اس تحریک کا حریف اور مدمقابل قرار پاگیا۔ اب کسی چیز میں نظر تحقیق سوچنے کے معنی یہ ہوئے کہ مذہبی نظریات سے ہٹ کر مذہبی اساس سے رشتہ توڑ کر غور کیا جاوے چونکہ اس تحریک کے علمبرداروں نے کائنات کے راز کو ٹٹولنا چاہا تھا اور اس سلسلہ میں مذہبی نظریہ اس تحریک کے مخالف سمت میں واقع تھا کیونکہ کائنات کے متعلق مذہبی نقطہ نظر یہ ہے کہ "کائنات کا نظام ایک ایسی طاقت کے ہاتھ میں ہے جو اس عالم سے بالاتر ہے" اسلئے ان آزاد خیال حضرات نے کائنات کے راز کو بغیر کسی خدا کا وجود فرض کئے ہوئے دریافت کرنا چاہا۔ خدا سے بغاوت کا یہ پہلا تخم تھا جو اس سرزمین میں بویا گیا وہ خدا سے اسلئے بیزار نہ تھے کہ اس کا وجود ہی نہیں بلکہ محض اسلئے کہ وہ ان کے مخالفین یعنی مذہبی پیشواؤں کا معبود تھا۔ اسی آزاد خیالی سے مغربی فلسفہ وسائنس نے جنم لیا۔ لیکن چونکہ مذہبی اثرات ابھی کچھ نہ کچھ باقی تھے اس لئے سترہویں صدی عیسوی میں مغربی فلسفہ وسائنس کا مذہب کے ساتھ تھوڑے دنوں معاملہ چلتا رہا۔ سترہویں صدی کے فلاسفہ میں سے کوئی بھی خدا کا منکر نہ تھا اور مذہبی ماحول میں گھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے انھوں نے یہی سمجھا کہ نیچریت اور خداپرستی دونوں ایک ساتھ چل سکتی ہیں۔ لیکن یہ اجتماع ضدین بھلا کب جائز ہوسکتا تھا اسلئے اٹھارہویں صدی میں

یہ حقیقت بے نقاب ہوگئی۔ اس صدی میں بڑے بڑے آزاد خیال فلاسفہ و حکماء و ماہرین سائنس پیدا ہوئے جنھوں نے صاف صاف خدا کے وجود سے انکار کردیا۔ اگر بعض نے تسلیم بھی کیا تو اس کی حیثیت صرف اتنی باقی رکھی کہ وُہ ایک دستوری فرمانروا ہے جو نظامِ کائنات کو ایک مرتبہ حرکت میں لے آنے کے بعد گوشہ نشین ہوگیا ہے۔ اب اس نظام کو چلانے میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔"

انیسویں صدی میں یہ فتنۂ الحاد و دہریت اپنی حدِ کمال کو پہنچ گیا۔ "حریت فکر و ضمیر" نے یہاں تک ترقی کی "کہ کائنات اپنے آپ سے وجود میں آئی ہے کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا اپنے بنائے قوانین کے ماتحت چل رہی ہے یہ ایک خود بخود حرکت کرنیوالی مشین ہے اسی طرح سارے انسان و حیوان مشینیں ہیں ان مشینوں کے پرزے جس طرح ترتیب پاتے ہیں ویسے ہی ان سے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ اور ان کے نظام کا درہم برہم ہوجانا ہی ان کیلئے موت ہے جب مشین ٹوٹ گئی تو اس کے سب پرزے اور خواص باطل ہوگئے اسلئے اب ان کے بار دیگر پیدا ہونیکا کوئی امکان نہیں۔"

نظام کائنات اور حیات بعد الممات کے متعلق انیسویں صدی کا یہ "روشن" نظریہ ہے جس نے فتنہ الحاد میں حیرت انگیز اضافہ پیدا کیا یہ نظریہ اپنی پوری رفتار کے ساتھ پھیل رہا تھا کہ اسی صدی میں ڈارون کے نظریۂ ارتقاء نے شائع ہوکر آگ پر تیل کا کام دیا۔ اور نئے نئے طریق استدلال پیش کر کے انیسویں صدی کے نظریہ کو پوری طرح استحکام بخشا۔

اس طویل مگر ضروری تمہید کے ذہن نشین کرلینے کے بعد اچھی طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ یہی وہ فلسفہ و سائنس ہے جس سے مغربی تہذیب معرض وجود میں آئی۔ ہم نے اس قدر تفصیل صرف اس لئے کی تاکہ آپ کو آئندہ چلکر زیر نظر مضمون سے نتیجہ نکالنے میں آسانی ہو اور آپ سمجھ سکیں کہ ان کی مذہب سے تبرّی و بیزاری صرف جذبات کی براگندگی کا نتیجہ تھی۔ اگر مسیحیت ان کی متکفل نہ ہوسکی تھی تو اس زمانہ میں ایک ایسا مذہب بھی موجود تھا جس میں ان کی ذہنی ارتقاء کا کافی سامان موجود تھا۔ لیکن مغربی اقوام نے جب کبھی بھی ٹھوکر کھائی تو وہ جادۂ اعتدال سے بہت دور جا پڑیں۔ چنانچہ اس رزمگاہ میں بھی ایسا ہی ہوا اب خدا کیلئے کوئی گنجائش نہ تھی کہ وہ حدود یورپ میں قدم رکھ سکے اس کا صحیح اندازہ ذیل کی اس رپورٹ سے ہوسکتا ہے جو آسٹریلیا کی آخری مردم شماری پر مرتب کی گئی ہے۔ اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب آسٹریلیا کی قلیل آبادی میں الحاد کی یہ رفتار ہے تو ان علاقوں میں کیا حالت ہوگی جہاں سے یہ فتنہ اٹھا ہے اور جو درحقیقت الحاد کے گہوارہ ہی ہیں فیصلہ آپ خود کرلیں۔

"آسٹریلیا کی آخری مردم شماری میں ۸۴۸۹۴۸ آدمیوں نے اپنا مذہب بتانے سے انکار کردیا اس سے قبل ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں ایسے لوگوں کی تعداد ۹۲۲۵۸ تھی۔ آسٹریلیا کے

صوبہ نیوساوتھ ویلز میں ۴۵۳ آدمیوں نے اپنے آپ کو ملحد بتایا ۵۱۰ نے دہریت کا اعلان کیا۔ اپنے آپ کو ہر مذہب سے بے تعلق ظاہر کیا۔ ۱۸۱ نے عقلیت کا متبع بتایا۔ اور ۱۶۲ نے روحانیت کا

(رسالہ لٹریری گائڈ)

اسی طرح سے رسالہ مذکور نے امریکہ کے متعلق بھی یہ رپورٹ شائع کی کہ وہاں (۱۲۵۰۰۰۰۰۰) آدمیوں سے (۵۰۰۰۰۰۰۰) ایسے ہیں جن کا کوئی مذہب نہیں۔ یہ اس ملک کا حال ہے جو عہد حاضر کا مہذب و متمدن کہلایا جاتا ہے۔ کیا کہا جائے عہد حاضر کی یہ دردناک ٹریجڈی ہے کہ مذہب اور خدا سے بیزاری کو روشن خیالی تصور کیا جاتا ہے۔

مذہب سے اس تبری کے بعد مغربی اقوام نے مادیات میں ایسی ترقی کہ جس کی نظیر مشکل ہے لیکن دوسری طرف اخلاقیات میں وہ اس طرح گریں جسکا تصور بھی ذہن میں نہیں آسکتا تھا اوران کی شاندار ترقی شاندار زوال سے بدل گئی اور خدا فراموشی کا نتیجہ بالآخر یہی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا فراموشی جب کسی قوم کے تمدن میں داخل ہوکر اجتماعی شکل اختیار کرے اور انھیں اپنی حرکات و افعال پر کسی بازپرس کا خوف نہ ہو وہ قوم برائی کو برائی نہ سمجھے معصیت ان کی نظروں میں ہنر ہوجائے تو ان میں اخلاق رذیلہ کے چشموں کا پھوٹ جانا توقع کے خلاف نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جب جذبات بہیمیہ کے حدود و قیود توڑ کر انھیں آزاد کردیا جائے تو پھر "سیلاب نہ پرسد کہ درخانہ کدام است" کا مضمون حرف بحرف صادق آتا ہے۔ یورپ کے اخلاقی جرائم کی فہرست بہت طویل ہے۔ ضرورت تو اس کی تھی کہ ہر ہر گوشہ کو بے نقاب کرکے حقیقت حال سے دنیا کو آگاہ کیا جائے لیکن عدیم الفرصتی اجازت نہیں دیتی ہے اسلئے سردست اخلاق ذمیمہ کے اہم پہلو جسکو تقریباً تمام مذہب و ملت نے کافی اہمیت دی ہے، اس سے میری مراد شراب خانہ خراب ہے۔ یورپ میں برائی اس کثرت سے پھیلی کہ اب وہی سوسائٹی کے محاسن میں شمار ہونے لگی۔ حالانکہ برائی جس کثرت سے پھیلتی ہے اتنی ہی زیادہ اس کی اشاعت خطرناک ہوتی ہے اور دور رس نگاہیں بھانپ لیتی ہیں کہ اس قوم کا مستقبل جس میں فسق و فجور کی کثرت ہو خطرہ سے خالی نہیں۔ تاریخ میں بہت سی مثالیں موجود ہیں بہت سی طاقتور قومیں اسی طرح تباہ ہوئیں اور ایک حقیقت بیں شخص کو موجودہ یورپی اقوام کے مستقبل میں ہلاکت کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ ایک صاحب دماغ نے کہا ہے ؎

خبر ملی ہے خدایانِ بحر و بر سے مجھے　　فرنگ رہگذر سیل بے پناہ میں ہے　(اقبال)

شراب مسلمان کے یہاں تو روز اول ہی سے حرام ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ کچھ معلومات آپ تک بہم پہنچاؤں جسے آپ اپنی آنکھوں سے نہیں بلکہ خود یورپ کی مہیا کردہ آنکھوں سے دیکھیں کہ اس بارے میں خود خمخانۂ مغرب کے متوالوں کا کیا حال ہے اور خود انھیں اعتراف حقیقت کیلئے کہاں تک مجبور ہونا پڑا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دیگر افعالِ ذمیمہ کا سرچشمہ یہی ام الخبائث ہے۔ قحبہ گری، زنا، لواطت، چوری قمار بازی، قتل وخونریزی، ونیز دیگر اخلاقی مفاسد اسی ام الخبائث کے رشتہ دار ہیں اور مغربی اقوام کے اخلاق صحت، معیشت، معاشرت کی تباہی میں اسی کا نمایاں حصہ ہے۔ آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ اس مرض کے شکار نہ صرف عوام بلکہ وہ لوگ بھی ہیں جو زمانہ کے ممتاز اہل دماغ شمار کیے جاتے ہیں جن کے ہاتھوں میں حکومت کی باگ ڈور ہے جو پارلیمنٹ میں بیٹھکر انسانوں کے خدا بنکر ان کی قسمت کے فیصلے کیا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر الفرد سالٹر جو ایک مشہور ماہر سائنس اور حکومت برطانیہ کی پارلیمنٹ کے ممبر ہیں گلاسکو میں تقریر کرتے ہوئے ایک اہم انکشاف کرتے ہیں کہ

"شراب لیبر پارٹی کے اکابر کو برباد کر رہی ہے شراب پیئے ہوئے لیبر ممبر پارلیمنٹ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ کچھ ممبر ایسے بھی دیکھنے میں آتے ہیں جو اٹھ اٹھ کر سگریٹ نوشی کے کمرے میں جاتے ہیں اور وہاں جا کر اتنی مے پیتے ہیں کہ بدمست ہو جاتے ہیں وزرائے سلطنت تک ایسی حالت میں پارلیمنٹ میں آتے ہیں کہ کھڑے نہیں رہ سکتے۔" (بحوالہ اسٹیٹسمین)

اس کے بعد انھوں نے ایک پریس کے بیان کے دوران میں کہا کہ "میں نام بنام ایک ایک ممبر تک کو بتا سکتا ہوں بلکہ ایک مرتبہ تو ایک ممبر کو پکڑ کر موٹر تک لیگیا تھا۔" ان کا ایک اور بیان مظہر ہے کہ "جتنا دودھ روٹی کرایۂ مکان ودیگر اشیائے ضروری میں خرچ ہوتا ہے اس کے مجموعہ سے زیادہ شراب پر خرچ ہوتا ہے۔" اس بیان کی تصدیق ایک سرکاری بیان سے بخوبی ہو جاتی ہے کہ سال بھر میں برطانوی قوم تقریباً ۱۲ ارب $\frac{3}{4}$ ۸۷ کروڑ روپیہ سالانہ شراب پر صرف کرتی ہے۔ (بحوالہ سابق) (باقی آئندہ)

صفحہ ۲۳ کا بقیہ مضمون

تو ایک مولوی صاحب نے یہ فتویٰ دیا کہ اس دعوت کا قبول کرنا جائز نہیں اور اس جدید مسجد میں نماز پڑھنی بھی جائز نہیں کیونکہ ان لوگوں نے جمعہ علیحدہ کر لیا ہے پس کیا ان مولوی صاحب کا یہ فتویٰ درست ہے۔ خریدار محدث ۸۰۶۵

جواب:۔ اس نئی مسجد میں بلاشک وشبہ نماز پڑھنی جائز ہے کیونکہ یہ مسجد مسجد ضرار کے حکم میں نہیں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مقام قبا میں جو مسجد منافقین نے بنائی تھی اس میں مسجد بنانے کی نیت تھی ہی نہیں اسلئے کہ ان کے اعتقاد میں مسجد بنانا تقرب الٰہی کا موجب نہیں تھا بخلاف صورت مسئولہ کے کہ یہاں بنانے والوں نے مسجد کی تعمیر کو موجب تقرب سمجھکر بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہیں۔ پس اس مسجد کو مسجد ضرار پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور اس مسجد میں نماز ناجائز ہونے کا فتویٰ درست نہیں البتہ محض دنیاوی امور میں یا ایسے دینی امور میں اختلاف کی وجہ سے جس میں ۴۴

۴۴ شرعاً اختلاف کی گنجائش نہیں ہے جمعہ نہیں الگ کرنا چاہئے جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ تفریق بین المومنین کے مرتکب ہیں۔ بنا بریں ان کی دعوت نہ قبول کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ رد کر دینا متعین ہے۔